ادائیگی کے لئے رقم نہیں ہوتی تھی تو وہ اپنی ہونے والی بہو کے بھائی کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے دیتے تھے[۱۵]۔ قازقوں میں کثرت ازواج پر پابندی نہیں تھی۔ دو بیویوں کا رواج عام تھا۔ قازق عورتوں کا بہت احترام کرتے تھے۔ وہ عورتوں کو مردوں کے مساوی ذہانت کی حامل مخلوق سمجھتے تھے۔ قازق عورت بہادری میں مرد کے مساوی سمجھی جاتی تھی۔ گھر کے اندر کے معاملات مکمل طور پر عورتوں کے سپرد ہوتے تھے۔ بیوی اپنے خاوند کی وفات کے بعد اس کے خاندان سے باہر کسی سے بھی شادی کرنے کا اختیار رکھتی تھی اگرچہ بسا اوقات اس کی مرضی سے اس کے دیور بھی اسے عقد زوجیت میں لے لیتے تھے۔ عورتوں میں چہرے کے پردے کا رواج نہیں تھا۔

قازق عید الفطر، عید قربان اور دیگر مذہبی تہوار باقاعدگی سے مناتے تھے۔ کبڈی، تیر اندازی اور کشتی ان کے پسندیدہ کھیل تھے۔ شادی بیاہ کے موقع پر مہمان دولہا کے گھر والوں کے لئے جانور اور دیگر اشیاء بطور تحفہ ساتھ لے کر جاتے تھے[۱۶]۔ شادیاں عموماً گرمیوں کے اختتام اور خزاں کے اوائل میں کی جاتی تھیں۔ کیونکہ اس دوران قازق معاشی طور پر خوشحال ہوا کرتے تھے۔

قازقوں میں نام نہاد ''شامانزم''؟

قازقوں میں بیماریوں کے علاج کے لئے تعویز گنڈوں کا رواج عام تھا۔ جن بھوت کا سایہ نکلوانے کے لئے پیروں اور نجومیوں کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں۔ ان پیروں، نام نہاد نجومیوں اور ''جن بھوتوں کا سایہ نکالنے والوں'' نیز مختلف ''حربوں'' کے استعمال کے ذریعے مستقبل کا حال بتانے کے عویداروں کو ''شامان'' کہا جاتا تھا۔

روسیوں اور مغربی تاریخ نگاروں نے بیماریوں اور نظر بد سے بچنے، بدروحوں سے نجات نیز کامیابیوں کے حصول کے لئے قازقوں کی طرف سے 'شامانوں' کی طرف رجوع کرنے کے ان رجحانات کو ایک مستقل مذہب ''شامانزم'' کا نام دیا ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قازق عوام انیسویں صدی کے اختتام تک اسلام نہیں بلکہ ''شامانزم'' (شامانی مذہب) کے پیروکار تھے۔ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ چونکہ قازق سٹیپ کے علاقوں میں مسلسل نقل مکانی اور گرمائی اور سرمائی علاقوں میں ہجرت کے لئے سفر کے دوران اپنے بہادر آباؤ اجداد اور سابقہ دور کے پیروں اور مذہبی شخصیات کی مدح و ثنا پر مشتمل قصیدے اور گانے پڑتے رہتے تھے اس لئے وہ مسلمان نہیں بلکہ اپنے ''سابقہ روایتی

مذہب شامانزم'' کے پیروکار تھے [۱۵۳]۔

یہاں دو باتوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اولاً یہ کہ یہ ''شامان'' آج کے ہمارے زمانے اور خود ہمارے ''مسلمان پاکستانی معاشرے'' کے پیروں کی طرح جاہل عوام کو ٹھگنے اور ان سے پیسے بٹورنے کے لئے اسلام اور اللہ کے محبوب بندوں سے تعلق اور اپنے متعلق ''پہنچے ہوئے بزرگ'' ہونے کا تاثر دیتے تھے اور یوں اسلام اور اللہ کے بندوں سے محبت کے عوامی جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے۔ عوام میں ان کی کشش کا سبب صرف اور صرف ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ، حضرت محمدؐ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت داود علیہم السلام اور مقامی مسلمان مرحوم بزرگوں اور صلحاء کی ارواح کو پکار کر پھونکیں مارنے کے ذریعے تمام بیماریوں کا علاج کرنے کے دعوے تھے [۱۵۴]۔ اگرچہ اس سے یقینی طور پر اسلامی تعلیمات سے قازق عوام کی بے خبری اور عقیدے کی کمزوری کا پتہ چلتا ہے تاہم ان کے اس عمل کے نتیجے میں ان کو اسلام کی بجائے ''شامانزم'' یا شامانی مذہب کا پیروکار کہنا ان پڑھ اور گنوار اسلامی معاشروں میں رائج خلاف اسلام رسوم ورواج سے ناواقفیت پر ہی محمول کیا جا سکتا ہے۔

ثانیاً قازقوں کی خانہ بدوش طرز معاشرت میں طبیبوں کی عدم دستیابی (یا کم دستیابی) کی بنا پر ان کے پاس ان شامانوں کی طرف رجوع کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ تاہم اس کے باوجود وہ شامانوں (پیروں) کی طرف رجوع کرنے کے ساتھ ساتھ علماء اور تبلیغی اغراض سے گردش کرنے والے واعظین (itinerant mullahs) سے قرآنی آیات پر مشتمل تعویذوں کے حصول کو بھی بیماریوں، بدروحوں اور نظر بد سے حفاظت کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ کسی بیمار کے علاج کے لئے بیک وقت پیر اور عالم کی خدمات حاصل کرنا قازقوں کا عمومی طرز عمل تھا [۱۵۵]۔ مزاروں پر جانا اور صاحب مزار کے وسیلے سے شفایابی کے حصول کی خواہش، مقبروں کی تعظیم، اور مشہور مزارات والے مقبروں میں دفن کیے جانے کو اخروی نجات کا ذریعہ سمجھنا [۱۵۶]، صحیح اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت تو کہلا سکتا ہے لیکن جہالت پر مبنی ان غلط رسوم کو ایک مستقل مذہب کے طور پر پیش کرنا یقیناً زوال پذیر اسلامی معاشروں کی غلط تصویر کشی ہے [۱۵۷]۔

زمانہ قبل از استعمار کا قازق سیاسی نظام

خانہ بدوش قازقوں کا سیاسی نظام خاندان، خانوادے، قبیلے اور ژوز (لشکر) کی وحدتوں